جہیز کی لعنت

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم امابعد۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:﴿الرجال قوٰمون علی النساء بما فضل اللہ بعضہم علی بعضٍ وبما انفقوا من اموالہم ﴾ (سورۃ النساء:۳۴) مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:﴿انی لاخشاکم للہ و اتقاکم لہ لکنی اصوم و افطر و اصلی و ارقد و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی ﴾رواہ البخاری ومسلم (میں تم لوگوں کے مقابلے میں اللہ سے ڈر اور تقوی میں بہت آگے ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں، افطار کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں، سوتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں پس جو کوئی بھی میری سنت سے منہ موڑے وہ مجھ میں سے نہیں ہے)۔

مہر کی شرعی حقیقت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی ﴾(ابن ماجہ) نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ سنت نبوی ﷺ کے مطابق کئے جانے والے نکاح تین شرائط پر مبنی ہیں۔(۱) لڑکی کیلئے سرپرست یا ولی کا ہونا حدیث میں ہے﴿لا نکاح الاّ بولی ﴾(سنن اربعہ، بیہقی، طبرانی) بغیر ولی کے لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔(۲) لڑکا اور لڑکی کی آپس میں شادی کیلئے رضامندی (۳) زمانے کے مطابق لڑکا اپنی طرف سے برضا و رغبت لڑکی کو مہر ادا کرے۔ ارشاد باری ہے﴿واتوا النسآء صدقاتہن نحلۃ ﴾(سورۃ النسآء:۴) اور عورتوں کے مہر راضی اور بخوشی ادا کردیا کرو۔ ﴿فمااستمتعتم بہ منہن فاتوھن اجورھن فریضۃً ﴾(النسآء:۲۴) پس جو لطف تم نے ان سے اٹھایا ہے اسکے بدلے ان کے مہر کو ایک فرض کے طور پر ادا کرو۔ حدیث میں ہے کہ جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ یہ مہر دینا نہیں ہے تو وہ زانی ہے اور جو مہر ادا کئے بغیر مرجائے وہ قیامت کے دن زانیوں کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ مقدار مہر کی تعیین میں بے اعتدالی نہ برتی جائے اسکی مقدار اتنی ہو کہ مرد بآسانی بغیر قرض لئے اسے ادا کردے ﴿لاتغلوا فی مہور النسآء لتکون عداوۃ ﴾(مسند احمد) عورتوں کے مہر کے معاملے میں غلو نہ کرو کہ عداوت کا سبب بن جائے۔ حضرت عائشہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتی ہیں﴿ان اعظم النسآء برکۃً ایسرھن صداقاً ﴾(مسند احمد، بیہقی) سب سے زیادہ برکت والی وہ خاتون ہے جس کا مہر سہل اور آسان ہو۔﴿تزوج ولو بخاتم من حدید ﴾ (بخاری، مسلم، ابوداود) نکاح کرو خواہ مہر لوہے کا ایک چھلہ ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زیادتی مہر کے بہت خلاف تھے مہر کی زیادتی نہ عزت وشرف کی چیز ہوتی ہے نہ ہی اللہ کے نزدیک تقوی و پرہیزگاری کا عمل ہے۔ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے بارہ اوقیہ سے زیادہ کسی بیوی یا بیٹی کا مہر مقرر نہیں فرمایا۔ سوائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جن کے مہر کو نجاشی نے طے کیا تھا۔ اور اسے حضور ﷺ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر ادا کردیا تھا۔ اور اس کے برخلاف آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ان کی آزادی کو مہر کے طور پر پیش کیا تھا۔

قرآن اور معتبر احادیث اور رسول اللہ ﷺ کے عمل سے یہ صراحتاً ثابت ہے کہ مہر محض عورت کا حق ہے اور اسے نکاح کے بعد فوراً ادا کرنا فرض ہے اگر یہ باقی رہ گیا تو یہ ایک قرض ہے جسکا اداء کرنا فرض ہوگا۔ جو معاف نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ ایک حدیث کے مطابق قرض رکھنے والے شہید کو بھی معافی نہیں ہے۔ مہر کی ادائیگی میں اصل تعجیل ہے یعنی مہر کو جلد از جلد اداء کرنا۔ مہر کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا کہ مہر کی مقدار اتنی زیادہ مقرر کردی جائے کہ مرد کبھی بھی اپنی عورت کو طلاق دینے کی ہمت نہ کرسکے اور خدانخواستہ اگر طلاق دیتا ہے تو بطور جرمانہ اسے یہ بھاری بھرکم رقم ادا کرنی پڑیگی۔ یہ قرآن کریم اور احادیث کی روح کے بالکل خلاف ہے۔

جہیز کی شرعی حقیقت:

امت کے تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو جہیز میں چار چیزیں عنایت فرمائیں تھیں جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے﴿ان رسول اللہ ﷺ لما زوج فاطمة بعث معها بخميلة و وسادة من آدم حشوها ليف و رحيين وسقاء و جرتين ﴾(مسند احمد، الحاکم، والنسائی) رسول اللہ ﷺ نے جب فاطمہؓ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک مخملی چادر، چمڑے کا تکیہ جس کے اندر کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو چھوٹے گھڑے۔ حضرت فاطمہ اپنے ساتھ جو مختصر سامان لیکر آئی تھیں اس پر تا عمر اضافہ نہ ہوسکا۔ جہاں تک معاملہ اسکے سنت ہونے کا ہے تو کسی طور پر اسے سنت کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں حضرت رقیہ اور ام کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیا تھا اور ان دونوں کو کوئی جہیز دینا احادیث میں وارد نہیں ہے البتہ حضرت خدیجہؓ کا حضرت زینبؓ کو ایک ہار دینا احادیث میں آتا ہے جو جہیز کی اباحت اور سنت ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔ کیونکہ یہ واقعہ نبوت کے پہلے کا ہے اگر جہیز دینا سنت ہوتا تو آپ ﷺ اپنی تمام بیٹیوں کو بلاتفریق جہیز سے نوازتے۔ حضرت علیؓ کے نکاح کے وقت نہ آپؐ کا اپنا کوئی ذاتی گھر تھا اور نہ ہی کوئی ساز وسامان۔ جب آپؐ کے نکاح کی خبر حضرت حارث بن نعمانؓ نے سنی تو بخوشی اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اپنا ایک گھر حضرت علیؓ کو رہنے کیلئے پیش کر دیا۔ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ دونوں آپ ﷺ کی کفالت میں تھے۔ عبداللہ بن عباسؓ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ﴿جب رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ کا نکاح فرمایا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ﴿ یارسول اللہ ﴾ مجھے میری بیوی کے پاس جانیکی اجازت دیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿هل عندك شيء تعطيها﴾ اسے مہر میں دینے کیلئے تمہارے پاس کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا﴿لا﴾ جی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿فأين درعك الحطمية ﴾ تمہاری حطمیہ زرہ کہاں ہے میں نے عرض کیا﴿ عندی﴾ کہ میرے پاس ہے تو فرمایا وہ اسے مہر میں دیدو ﴾(رواہ أحمد، ابوداود، بیہقی) حضرت علیؓ نے اپنی زرہ حضرت عثمانؓ سے ۴۸۰ درہم میں فروخت کر دی اور جاتے وقت حضرت عثمانؓ نے وہ زرہ حضرت علیؓ کو از راہ محبت تحفے میں مرحمت کر دی۔ اسی زرہ کے پیسے سے حضرت فاطمہؓ کے گھر گرہستی کا سامان خریدا اور حضرت عائشہ اور ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ حضرت علی اور فاطمہؓ کے ساتھ انکے گھر تک جاؤ۔ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سارے سامان حضرت علیؓ کے پیسے سے خریدے گئے تھے نہ کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ کو جہیز میں دیا تھا اسکو جہیز لینے اور دینے کیلئے کسی طرح حجت نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ حسب استطاعت مہر کے علاوہ فریقین میں سے کسی طرف سے کوئی مال یا جائداد منقولہ یا غیر منقولہ جہیز کے نام پر لینا یا دینا حرام ہے اور یہ محض رشوت ہے جسے واپس کرنا لازمی ہے۔ مگر جو لوگ داماد اور اس کے گھر والوں کو بغیر مطالبہ کے اپنی استطاعت کے مطابق بیٹی کو جو سامان جہیز میں دیں وہ تحفہ اور ہدیہ ہے۔ مہر کے ساتھ جہیز میں دیئے گئے تمام سامان کی مالک لڑکی ہے۔ اسے بلاشرکت غیر تصرف کا حق ہے۔

جہیز کی سماجی تباہ کاریاں:

آج ہمارا معاشرہ طرح طرح کی برائیوں کی آماجگاہ بنتا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے امن وسکون، انسانیت، رواداری، انسان دوستی، آپسی الفت ومحبت اور بھائی چارگی کی لازوال دولت رخصت ہوتی جارہی ہے۔ آج ہمارے سماج کو جن داخلی برائیوں کا سب سے بڑا چیلنج ہے، ان میں سے ایک ﴿جہیز کی لعنت﴾ بھی ہے۔ جہیز ایک خطرناک کیڑے اور ناسور کیطرح بڑی تیزی کیساتھ ہماری سماجی زندگی کے ہڈیوں کو کھوکھلا کرتا جارہا ہے۔ جس کا ہمیں ذرہ برابر بھی احساس نہیں۔ محسن انسانیت حضور ﷺ نے اپنی لخت جگر پر اپنی غریب امت کو ترجیح دیکر اور حضرت علیؓ کی فرمائش کو رد کر کے قیامت تک کیلئے مسلمانوں کو ایک بہت بڑی مصیبت سے بچالیا۔ اگر حضور ﷺ حضرت علیؓ کے بھیجنے پر حضرت فاطمہ زہراؓ کو کنیز عطا فرمادیتے تو آج کا بے غیرت انسان اس کو سنت سمجھ کر ملت کی غریب لڑکیوں کا جینا دشوار کر دیتا اور اپنی فرمائش پوری کرنے کیلئے اپنی بیوی کو اس کے باپ کے گھر بھیجنا سنت حیدری خیال کر لیتا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اس فرمائش کو رد کر کے مسلم سماج میں ایک بہت بڑی مصیبت کا دروازہ بند کر دیا۔ رسم جہیز نے اپنے ساتھ سماجی تباہ کاری وبربادی کا جو نہ تھمنے والا طوفان برپا کیا ہے، اس نے برصغیر ہندو پاک کے معاشرہ کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔ آج ہماری سوسائٹی جہیز کی وجہ سے جن

مصیبتوں میں گرفتار ہوتی جارہی ہے وہ مختلف النوع ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے ہی ضرر رساں پہلوؤں پر محیط ہیں۔جن کو ہم ان مختلف قسموں میں بانٹ سکتے ہیں:

(۱) خانہ تباہی:

اگر لڑکی اپنی حیثیت سے زیادہ جہیز لاتی ہے تو اسکے والدین اسقدر مقروض ہوجاتے ہیں کہ اس سے سبکدوشی کیلئے دن رات ایک کر کے اپنا چین وسکون برباد کر لیتے ہیں۔اگر جہیز لڑکے والوں کے حسب منشا نہیں ہے تو لڑکی کو بے جا تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور طعن وتشنیع کی بوچھاڑ کر کے اس کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں پھر یہیں سے نکلتی ہیں خانہ تباہی کی بھیانک راہیں یا تو عورت گھر میں آئے دن جھگڑا تکرار، مار پیٹ، گالی گلوج اور لعن وطعن سے تنگ آ کر اس بے رحم سماج سے نجات حاصل کرنے کیلئے خودکشی کا راستہ اختیار کر لیتی ہے۔یا مطالبہ پورا نہ ہونیکی وجہ سے لڑکے والے اپنے ہاتھوں سے اسکے وجود کو موت کے ہم آغوش کر دیتے ہیں۔جبکہ یہ دونوں طریقے نہایت مذموم اور ظالمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسول کی ناراضگی کے باعث ہیں۔اگر لڑکی والے طاقتور ہیں تو پھر شروع ہوتا ہے مقدمہ بازی کا ایک لامحدود سلسلہ جس میں بسا اوقات کتنے ہی گھر تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں۔

(۲) مہر کی زیادتی:

جہیز کی لعنتوں کی مار جھیل رہا سماج اب کثرت مہر کی پریشانیوں سے دوچار ہوتا جارہا ہے۔اسلئے کہ جب لڑکے والے جہیز کی خاطر اپنی حمیت وغیرت کا سودا کرنے پر بضد ہوجاتے ہیں تو پھر نکاح کے وقت لڑکی والے کی جانب سے مہر کی ایک خطیر رقم کی فرمائش ہوتی ہے۔چونکہ لڑکے والے اپنی بے شرمی وبے حیائی کی وجہ سے مواقع گنوا چکے ہوتے ہیں،لہذا لڑکے کو مجبوراً قبول کرنی پڑتی ہے جو کہ لڑکے کی حیثیت سے کئی گنا زیادہ اور اسکی طاقت کے باہر ہوتی ہے جو کہ تکلیف مالایطاق ہے۔اور شریعت کے خلاف ہے۔﴿عن عمر بن الخطابؓ قال الا لا تغالوا صدقة النساء فانما لو كانت مكرمة في الدنيا و تقوى عند الله لكان اولكم بها النبي ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئاً من نسائة و لا انكح من بناته على اكثر من اثنى عشر اوقية﴾(رواہ احمد وترمذی) حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ خبردار عورتوں کے مہر میں زیادتی نہ کیا کرو کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت اور اللہ کے نزدیک پرہیزگاری ہوتی تو اس کے سب سے زیادہ مستحق نبی ﷺ ہوتے مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے بارہ اوقیہ سے زیادہ پر اپنی کسی بیوی سے نکاح کیا یا اپنی کسی بیٹی کا نکاح کرایا ہو۔ اگر کوئی عورت دھوکہ سے بھی مہر کا مطالبہ کر بیٹھتی ہے تو پھر اسکی خیریت نہیں ہے شوہر کی ناراضگی اور غصہ کا سامنا تو اسکو کرنا ہی پڑتا ہے اوپر سے ساس، سسر، نند اور دیگر اہل خانہ کی جلی کٹی بھی اسکو سننی پڑتی ہے کیونکہ اس وقت اس کا مطالبہ شوہر اور اسکے اہل خانہ کی ناک اور انا کا مسئلہ چھیڑ دیتا ہے۔لہذا کوئی عورت بھول سے بھی اس غلطی کو دہرانا نہیں چاہتی۔حالانکہ مہر عورت کا شوہر پر جبری حق ہے جس کا ادا کرنا شوہر پر واجب ہے اگر ادا کئے بغیر شوہر مرجاتا ہے تو قیامت کے دن اس مرد سے اس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔بعض حالات میں زوجین کے مابین مزاج کی عدم موافقت یا بیوی کی بدچلنی اور بداخلاقی کے باوجود شوہر کثرت مہر کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا پھر شوہر ایک مقید پنچھی کی طرح محض پھڑ پھڑا کر صبر وتحمل کا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔اگر کوئی باغیرت انسان اس طرح کی بدچلن عورت سے نجات حاصل کرنے کیلئے عزم مصمم کر لیتا ہے تو مہر کی اس خطیر رقم کو ادا کرنے میں اپنی ہر کوشش صرف کر دیتا ہے پھر نوبت مفلسی اور نان شبینہ کی محتاجگی تک آ پہنچتی ہے۔جس کا حاصل خانہ بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۳) کثرت طلاق:

رسم جہیز نے جو ہمارے سماج میں تباہی وبربادی کے دروازے کھولے ہیں ان میں سے ایک کثرت طلاق ہے۔آج کثرت جہیز کی لالچ میں طلاق دیکر اصول اسلام کا کھلا مذاق اڑایا جارہا ہے۔اسلام نے ناگزیر حالت میں مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنے ناجائز مطالبات کو منوانے کیلئے اسکو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے۔حدیث میں ہے﴿قال رسول الله ﷺ ما احل الله شيئاً ابغض من طلاق﴾(سنن ابوداود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے جس چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں اللہ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔جہیز

کی پاداش میں واقع ہونیکی طلاق کی نوعیت دوطرح کی ہیں۔پہلی یہ کہ لڑکا اور اسکے اہل خانہ لڑکی والے پر جہیز دینے کیلئے بار بار دباؤ ڈالتے رہنے کے باوجود لڑکی والے ان کے مطالبہ کو پورا نہ کر سکے جسکی وجہ سے لڑکا طلاق دیدیتا ہے۔دوسرے یہ کہ لڑکے کے والدین دلہن کا انتخاب کرتے وقت زیادہ جہیز کے لالچ میں لڑکی کے اخلاق واطوار سے صرفِ نگاہ کر لیتے ہیں اور ایک دولتمند بداخلاق وبدمزاج لڑکی سے شادی کر لیتے ہیں اور جب لڑکا وہ ساری خوبیاں اپنی بیوی میں نہیں پاتا جسکی وجہ سے یہ شادی ہونا طے پائی تھی جس کا خمیازہ انہیں شادی کے بعد شرمندگی وندامت اور لڑکے کی ناراضگی کی شکل میں بھگتنا پڑتا ہے۔آخر کار دیکھتے ہی دیکھتے ایک ازدواجی زندگی طلاق کی مار سے ایک آباد وشاداب گھر لالچ اور جھوٹ کی بھٹی میں جل کر تباہی کا بدترین منظر پیش کرتا ہے۔﴿عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ تنکح المرأۃ لأربع لمالھا و لحسبھا و لجمالھا و لدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک﴾(رواہ مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے مال،حسب ونسب، خوبصورتی اور دینداری،اللہ تمہارا بھلا کرے تم دین والی کو اپناؤ۔

(٤) مال کا ضیاع:

دسیوں قسم کی رسموں پر جس کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا بے دریغ پیسے بہائے جاتے ہیں اور اسی طرح ولیمہ کے نام پر آج کل سنت کی جو دھجیاں اڑائی جاتی ہیں وہ سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔اور اسی طرح رسم منگنی،ہلدی،بارات،چوتھی،جمعہ گی،ہار پھول،سہرا،بینڈ باجا،جہیز جوڑا،تلک وغیرہ بدعات و خرافات پر پانی کیطرح پیسے بہائے جاتے ہیں یہ مال کا ضیاع نہیں ہے تو اور کیا ہے﴿وکل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار﴾(مسلم،نسائی،ابن ماجہ)اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانیوالی ہے۔

(٥) شکم مادر میں لڑکیوں کی نسل کشی:

جس جاہلانہ رسم وظلم وبربریت کو اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے ختم کر دیا تھا آج اس ترقی یافتہ دور میں جس تیزی کیساتھ شکم مادر میں لڑکیوں کی نسل کشی کی جارہی ہے وہ انسانیت کا بڑا ہی شرمناک پہلو ہے۔جب ہم اس گھناؤنے عمل کے پس پردہ محرک عوامل واسباب کی جستجو کرتے ہیں تو اسکے در پردہ آج سے چودہ سو سال پہلے کا بھیانک منظر سامنے آتا ہے کیونکہ لڑکیوں کے قتل کرنے کے جو اسباب اس وقت تھے تقریباً آج بھی وہی ہیں یہ الگ بات ہے کہ زمانے کی دوریوں نے طور طریقے اور راستے بدل دیئے ہیں۔ارشاد باری ہے:﴿اذا الموودۃ سئلت بأی ذنبٍ قتلت﴾(سورۃ تکویر:٨؛٩)اس زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ تو کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی؟

(٦) جنسی بے راہ روی:

اس ترقی پذیر سماج میں جنسی بے راہ روی میں جہاں مغربی تہذیب کا اہم رول ہے وہیں رسم جہیز کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔جن کے دو بہت بڑے اسباب ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ شکم مادر میں لڑکیوں کی مسلسل قتل کی وجہ سے لڑکیوں کی تعداد میں حیرت انگیز کمی آتی جارہی ہے۔اور اس کے مقابلہ میں لڑکوں کی تعداد میں دوگنا اضافہ ہو رہا ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق پنجاب وہریانہ میں ٢٠٠٠ لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعداد صرف ١٢٠٠ ہے کرناٹک میں ١٠٠٠ لڑکوں کے مقابلے ٩٦٥ لڑکیاں ہیں اور جھاڑکھنڈ میں ١٥٠٠ لڑکوں کے مقابلے میں ١١٢٢ لڑکیاں ہیں ان جیسی ریاستوں میں والدین کو اپنے لڑکوں کیلئے دلہن تلاش کرنے میں لوہے کے چنے چبانے پڑتے ہیں،جوانی کی حد کو پار کرنے والے کنوارے نوجوان اپنے جنسی جذبات سے مغلوب ہو کر راستہ چلتے،چوک چوراہے یا جہاں موقع ملے سماج کی عفت مآب بیٹیوں کی عصمت تار تار کرتے ہیں۔دوسرے بعض غریب لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی کیلئے جہیز اکٹھا کرنے میں اسقدر محو ہو جاتے ہیں کہ اسی درمیان لڑکی حد بلوغ کا آنگن چھلانگ چکی ہوتی ہے پھر جب اسکی جنسی خواہشات سر ابھارتی ہے تو بعض لڑکیاں پاکیزگی لٹا کر اپنے دامن عفت کو داغدار کر لیتی ہیں۔ان میں سے بعض خودکشی بھی کر لیتی ہیں۔

(۷) لڑکیوں کی کالا بازاری:

اس جہیز کے بھیڑیئے سے چھٹکارا پانے کیلئے بہت سے والدین اپنے جگر گوشوں کو بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور انسانی بھیڑیئے انہیں جیتے جی کوٹھوں کی سولی پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔اس طرح کے واقعات سے آج کل کے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔

(۸) موت کی سوداگری

: آج جہیز کے نام پر ملت کی بے گناہ بیٹیوں کو جس طرح ہراساں کیا جارہا ہے، وہ انسانیت کا بڑا ہی شرمناک پہلو ہے روزانہ صبح صبح آپ جب اخبار کی ورق گردانی کرتے ہیں تو جلی حرفوں میں دل دہلانے والی سرخیاں زینت نگاہ بنتی ہیں کہ فلاں جگہ کم جہیز لانے کے جرم میں بدن پر تیل ڈال کر آگ لگا دیا گیا تو فلاں مقام پر گلا گھونٹ کر قتل کر دیا گیا اور فلاں جگہ جہیزی بھیڑیوں کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر عورت نے خود ہی موت کو گلے لگا لیا۔دختران ملت کی نسل کشی کا یہ سلسلہ زور پکڑتا جا رہا ہے نہ ملک کا قانون ان بے گناہوں کا مداوا بن رہا ہے اور نہ ہی حقوق نسواں کے علم بردار کہے جانے والے ادارے تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ہندوستان میں جہیزی چیتا کی بھینٹ چڑھنے والے صنف نازک کی جو تعداد ہمارے سامنے ہے کسی ہوشمند اور حساس انسان کو تڑپا دینے کیلئے کافی ہے۔ایک سروے کے مطابق ہمارے ہندوستان میں روزانہ ۱۹ عورتیں جہیز کی بلی چڑھ جاتی ہیں۔۲۰۰۵ء کی رپورٹ کے مطابق ہر ۷۷ منٹ پر ایک عورت جہیز کی سولی پر دم توڑتی نظر آتی ہے۔کم جہیز لانیکی پاداش میں جو عورتیں موت کے گھاٹ اتار دی گئیں ان کی ممکنہ اعداد شمار ذیل میں درج ہے:۲۰۰۳ء میں ۶۲۰۸ عورتیں، ۲۰۰۴ء میں ۷۰۲۶ عورتیں اور ۲۰۰۵ء میں ۶۷۸۷ عورتیں ان میں سے اکثر قتل کے واقعات اتر پردیش، بہار، مدھیہ پردیش، آندھرا پریش، راجستھان، کرناٹک، اڑیسہ، ہریانہ اور تمل ناڈو میں واقع ہوئے جہاں جہیزی اموات کی شرح بہت زیادہ ہے۔سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۲۰۱۰ء سے لیکر آج تک ہر سال تقریباً ۹۰۰۰ نو ہزار سے زیادہ خواتین کو جہیز کے معاملے کے باعث قتل کر دیا گیا۔

(۹) عورتوں کی حق وراثت سے محرومی:

جہیز کے پیسے کو حلال بنانے کیلئے یہ بہانہ بنایا جاتا ہے کہ جو ہم جہیز میں لے رہے ہیں لڑکی اپنے والدین کے مال میں اتنے کا حق رکھتی ہے۔جسے ہم جہیز کی شکل میں لے رہے ہیں غور کرنے پر پتہ چلے گا کہ کتنا واہیات فلسفہ ہے۔اگر لڑکی کا باپ غریب و لاچار، بے کس، مفلس اور قلاش ہے کیا تب بھی لڑکی لاکھوں روپئے کی حق وراثت رکھتی ہے۔اگر باپ صاحب استطاعت و مالدار ہو تو کیا ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی اپنی وراثت کو تقسیم کر دے۔بالفرض اگر لڑکی کا باپ اپنی بیٹی کو وراثت کا پیسہ دینا بھی چاہے تو حقدار یعنی لڑکی کو حق پہنچنا چاہئے۔لڑکی کے حق کو لڑکے والوں کا زبردستی وصول کرنا کہاں کا انصاف ہے یہ سراسر ظلم و بربریت ہے۔

ہندو لڑکی کیلئے وراثت کا حق تسلیم نہیں کرتے، اس لئے انہوں نے ڈوری اور تلک کی رسم ایجاد کر لی۔مگر دین محمدی میں لڑکی بھی وراثت کا حق رکھتی ہے۔پھر ہندوؤں کے طرز کو اپنانا اور خود کو مسلمان کہنا کہاں تک درست ہے؟

مسلمانوں میں جو لوگ با اثر، دیندار اور قومی جذبہ رکھنے والے ہیں انہیں حتمی طور پر اس جہیز کی لعنت کے خلاف صف آرا ہونا پڑیگا اور خصوصاً نوجوانوں کو اس راہ میں قربانی دینی پڑیگی اور جہیز خوروں کو بھاری بھرکم مانگ سے روکنا پڑیگا تاکہ بہت ساری دوشیزائیں بن بیاہی اپنے والدین کے کمزور کاندھوں پر بوجھ بن کر بیٹھی نہ رہ جائیں، آیئے ہم سب اس لعنت سے توبہ کریں اور اپنے گھر کو نمونہ عمل بنائیں۔

و ما علینا الا البلاغ

محمد انعام الحق قاسمی، ریاض